المهند علی المفند

یعنی

عقائد

علماء اہلسنت دیوبند رحمہم اللہ



تالیف

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

حضرۃ مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی مدظلہم



تصدیقات قدیمہ و جدیدہ

مع مقدمہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ



مکتبہ مدنیہ

۱۷ - اردو بازار ○ لاہور

فون : ۶۲۵۲۰

عقائد اهل السنة والجماعة

یعنی

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

مع

تصدیقات جدیدہ

ترتیب

حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب مدظلہم
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودہا

پیش لفظ

عقیدۂ حیات النبیؐ اور قرآن

از حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ چکوال

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی خلفاء الراشدین وعلی آلہٖ واصحابہ المہدیین المرضیین اجمعین ؛

المہند علی المفند حضرات اکابر دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک متفقہ علمی، اعتقادی اور مسلکی دستاویز ہے جس میں ان چھبیس (۲۶) سوالات کے جوابات دیے گئے ہیں جو مدینہ منورہ کے علمائے مکرمین نے اکابر دارالعلوم دیوبند کو بھیجے تھے۔ یہ مسلکی دستاویز ۱۳۲۵ھ میں مرتب کی گئی تھی اس کے مرتب مخدوم العلماء حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری قدس سرہٗ صاحب بذل المجہود شرح ابی داؤد ہیں (علاوہ ازیں ردّ بدعت وشیعیت میں "براہین قاطعہ" "مطرقۃ الکرامہ" اور "ہدایات الرشید" بھی حضرت سہارنپوری ؒ کی لاجواب علمی تصنیف ہیں اور آپ کا مجموعہ "فتاویٰ خلیلیہ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے) المہند میں اہل السنت والجماعت کے عقائد و مسائل حقہ کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے چنانچہ اس کی تصویب و تصدیق نہ صرف اس وقت کے اکابر دیوبند نے فرمائی ہے بلکہ حرمین شریفین اور عرب و عجم کے علمائے عظام نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین کیا ہے۔

دورِ حاضر کے تقاضا کے تحت المہند کے بعض عقائد و مسائل کی مزید تسہیل و توضیح کے لیے حضرت مولانا قاری مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی زید فضلہم (مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہی وال ضلع سرگودھا) نے اس کے بعنوان "عقائد اہل السنت والجماعت"

ایک مفید علمی اضافہ شائع کیا ہے۔ ماشاء اللہ حضرت قاری صاحب موصوف ایک مستند عالم دین ہیں جو سنی دیوبندی مسلک حق میں بہت متصلب (مضبوط) ہیں، تعلیمی و تدریسی خدمات آپ کی قابلِ قدر ہیں۔ چونکہ چند سال سے پاکستان میں دعوت توحید کے عنوان سے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کا ایک نیا فتنہ کھڑا ہوا ہے اور طرفہ یہ کہ اس فتنہ کے سرپرست بعض وہ علماء ہیں جن کو اکابر علمائے دیوبند سے شرف تلمذ بھی حاصل ہے (گو وہ دار العلوم دیوبند کے سند یافتہ نہیں ہیں) اسی فتنہ انکار حیات کے پیش نظر حضرت قاری عبدالشکور صاحب موصوف نے المھند میں بیان کردہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کی روشنی میں مزید تشریح و توضیح کر دی ہے فجزاہ اللہ خیر الجزاء

اگرچہ طالب حق کے لیے المھند میں مذکورہ عقیدۂ حیات اور پھر اس کی توضیح و تفصیل کافی ہے لیکن منکرین حیات نے کچھ ایسا وتیرہ اختیار کیا ہوا ہے کہ وہ نہ تو احادیث صحیحہ سے مطمئن ہوتے ہیں اور نہ محققین سلف و خلف کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔ بلکہ وہ اس پر اصرار کرتے ہیں کہ قرآن سے ثبوت پیش کیا جائے اور وہ خود اس بات کے مدعی ہیں کہ اہل السنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے خلاف ہے اس لیے بندہ نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ یہاں بھی مختصراً قرآن سے اس عقیدۂ حیات کا ثبوت پیش کر دیا جائے

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

عقیدہ حیات النبیؐ اور قرآن : ۱۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولکن لا تشعرون (پ۲ رکوع ۳ سورۃ بقرہ آیت ۱۵۴) اور نہ کہو جو کوئی مارا جائے اللہ کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں (ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ)

(ب) اور مت کہو واسطے ان لوگوں کے کہ مارے جاتے ہیں بیچ راہ اللہ کے کہ مردے ہیں بلکہ زندہ ہیں اور لیکن نہیں تم سمجھتے (ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ)

۲۔ (پ۴ رکوع ۷، سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹) میں فرمایا وَلا تحسبن الذین

قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ ۔ ترجمہ۔ اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں ان کو مردہ مت خیال کر، بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے، وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی" (ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی)

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے اور دوسری آیت میں ان کو مردہ سمجھنے سے بھی منع کر دیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گو وہ قتل بھی ہوئے اور ان پر موت بھی واقع ہوئی ہے لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو حیات عطا فرمادی ہے اس لیے اب ان کو مردہ کہنا اور سمجھنا خلاف حقیقت اور خلاف قرآن ہوگا۔

ایک شبہ کا ازالہ۔۔۔۔۔ منکرین حیات اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ شہیدوں کے اجسام اگر کہیں نظر آتے ہیں تو ان میں کوئی زندگی محسوس نہیں ہوتی اس لیے قرآن میں جو بَلْ اَحْیَاءٌ فرمایا ہے اس سے مراد ان کی ارواح کی حیات ہے نہ کہ ان کے اجسام کی، لیکن ان کا یہ جواب بالکل غلط ہے کیونکہ ارواح تو کفار کی بھی زندہ ہیں شہداء کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اس لیے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حیات کا تعلق ان کے اجسام عنصریہ سے ہی ہے اور آیت کے الفاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ مَنْ یُّقْتَلُ یعنی جس کو قتل کیا گیا ہے وہ جسم ہے نہ کہ روح اور قتل کیے گئے جسم کو ہی بَلْ اَحْیَاءٌ میں زندہ قرار دیا گیا ہے لیکن موت وقتل کے بعد عالم برزخ میں منتقل ہونے کی وجہ سے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حیات پر پردہ ڈال دیا ہے اور وہ حیات ہم کو اس دنیا کے حواسِ ظاہرہ سے محسوس نہیں ہوتی اس لیے لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ فرمایا کہ ان کے ابدان میں حیات تو ہے لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے، لیکن ہمیں اس کا شعور نہ ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا ہے کہ ان کے ابدان میں کوئی حیات نہیں ہے۔ ارشادِ باری کی بنا پر ہمارا ایمان تو یہی ہونا چاہیے کہ مَنْ یُّقْتَلُ یعنی جو اجسام قتل کر دیے گئے ہیں ان میں حیات ہے خواہ ہمیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔ عالمِ برزخ کا تعلق عالمِ غیب سے ہے اور عالمِ غیب کی باتوں کو حسب ارشاد خداوندی یؤمنون بالغیب بغیر

دیکھنے کے ہی مانا جاتا ہے۔ بہرحال قرآنی آیات سے بطور عبارت النص عالم برزخ و قبر میں شہداء کی جسمانی حیات ثابت ہوتی ہے اور چونکہ انبیائے کرام علیہم السلام شہدائے امت سے افضل ہیں اور ہمارے رسول کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے شہداء کو یہ نعمتِ شہادت خصوصی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت سے ہی نصیب ہوتی ہے اس لیئے اسی آیت سے بطریقِ اولیٰ انبیائے کرام علیہم السلام کی عالم برزخ و قبر میں حیات جسمانی بطور دلالۃ النص کے ثابت ہو جاتی ہے اور اسی بنا پر علمائے حق کا اس عقیدہ پر اجماع ہوگیا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبور مبارکہ میں ارواح مطہرہ کے تعلق سے زندہ ہیں اور بہ نسبت شہداء کے ان کی یہ حیات زیادہ قوی ہے حتیٰ کہ وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں چنانچہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ (انبیائے کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں) لیکن ان کی یہ حیات اور نماز کا تعلق چونکہ عالم برزخ سے ہے اس لئے حسبِ ارشاد خداوندی ہم ان ظاہری حواس سے ان کے احوال کو محسوس نہیں کر سکتے

ایک دوسرا مغالطہ اور جواب: منکرین حیات، شہدا کی حیات کو محض روحانی ثابت کرنے کے لیے مذکورہ دوسری آیت کے یہ الفاظ پیش کرتے ہیں اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ کہ وہ اپنے رب کے ہاں عالم بالا میں زندہ ہیں اور ان کو وہاں ہی روحانی رزق ملتا ہے جس کا ان کے ابدان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لیکن یہ ایک مغالطہ ہے کیونکہ جب مَنْ یُّقْتَلُ یعنی اجسام عنصریہ کو اَحْیَآءٌ (زندے) قرار دیا گیا ہے تو رزق کا تعلق ان کے انہی جسموں سے ہوگا اور عِنْدَ رَبِّهِمْ کے الفاظ اس رزق جسمانی کی نفی نہیں کرتے جیسا کہ حسب ذیل آیات سے ثابت ہے۔

۱۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریمؑ کو حجرہ میں بند کر جاتے ہیں پھر جب بھی حجرہ کا دروازہ کھولتے تو وہاں ایسے پھل دیکھتے جو اس موسم میں نہیں ہوتے تھے تو آپ نے فرمایا یَا مَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پ ۳ آل عمران آیت ۳۷) اے مریمؑ کہاں سے

آیا تجھ کو یہ، کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے قیاس (ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ) (ب) جب کبھی زکریا (علیہ السلام) ان کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے (اور) یوں فرماتے کہ اے مریمؑ یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں۔ وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں بیشک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

کیا منکرین حیات یہاں بھی مِنْ عِندِ اللهِ کے الفاظ کی بناء پر یہ کہیں گے کہ حضرت مریمؑ رزق (پھل) لینے کے لیے اللہ کے پاس عالم بالا میں چلی جاتی تھیں؟ رزق تو ان کو اس حجرہ میں ہی زمین پر ملتا تھا لیکن یہ رزق چونکہ دنیوی اسباب کے بغیر اللہ تعالیٰ ان کو محض اپنی قدرت سے عطا فرمادیتا تھا اس لیے اس کو مِنْ عِندِ اللهِ سے تعبیر فرمایا۔

۲۔ (پ۲۰ رکوع ۲ آیت ۷، سورۃ العنکبوت) میں ارشاد خداوندی ہے اِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ط إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ "تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے، سو تم رزق خدا کے پاس سے تلاش کرو، اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اور تم کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے" (ترجمہ حضرت تھانویؒ) (ب) "بیشک جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوا، مالک نہیں تمہاری روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے ہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو، اس کی طرف پھر جاؤ گے" (ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مندرجہ آیت میں عِنْدَ اللهِ کے الفاظ میں یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق (روزی) ڈھونڈو، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے بندے مقام علیین میں پہنچ کر اپنا رزق حاصل کریں؟ تو جب ان دونوں آیتوں میں عِنْدَ اللهِ کے الفاظ مذکور ہیں لیکن وہ رزق بندوں کو زمین پر ہی دیا جاتا ہے جس کا تعلق ان کے اجسام عنصریہ سے ہی ہے تو اسی طرح شہدائے کرام کے بارے

ہیں جو عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ فرمایا ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم اسباب سے بالاتر ان کو جو رزق عطا فرماتا ہے اس کا تعلق بھی ان کے اجسام عنصریہ سے ہے جو زمین میں مدفون ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ وہ بوجہ موت کے عالم شہادت سے منتقل ہو کر عالم برزخ (قبر) میں آرام فرما ہیں، اس لیئے ان کی حیات اور رزق خداوندی کے آثار و کیفیات کا ہم ان ظاہری آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کر سکتے۔

حیات دینوی حِسّی کا مطلب:۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات بعد الموت کے لیئے جو بعض اکابر نے دینوی حسی حیات کے الفاظ استعمال کیئے ہیں، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ موت کے بعد ان کو مِنۡ كُلِّ الۡوُجُوۡهِ (ہر حیثیت سے) یہ دینوی حیات حاصل ہے، بلکہ اس سے مراد عالم برزخ کی وہ حیات ہے جو ان کے اپنے ابدان میں ہے جو اس دنیا میں تھے، نہ یہ کہ ان کی حیات کا تعلق محض ان کے مثالی ابدان سے ہے، البتہ قبر میں ان کو اس دنیا کی غذا اور دوا کی حاجت نہیں ہے ان کی جسمانی حیات کا تعلق چونکہ عالم برزخ سے ہے اس لیئے تا قیامت اپنی قبور میں حیات پانے کے باوجود نہ ان کو تھکاوٹ ہوتی ہے نہ کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے وہ دینوی عوارض سے وہاں محفوظ رہتے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبر میں خود اپنی حیات کو محسوس کرتے ہیں اور حاضر ہونے والوں کا سلام سنتے ہیں۔ ان کے سماع میں قبر مبارک کی مٹی اور دیواریں حائل نہیں ہو سکتیں۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح حدیث میں منقول ہے، مَنۡ صَلّٰى نَائِيًا اُبۡلِغۡتُهٗ وَمَنۡ صَلّٰى عَلَىَّ عِنۡدَ قَبۡرِىۡ سَمِعۡتُهٗ (مشکوٰۃ شریف) "جو شخص مجھ پر دُور سے درود پڑھے گا وہ فرشتوں کے ذریعہ مجھ تک پہنچایا جائے گا اور جو میری قبر کے پاس درود پڑھے گا اس کو میں خود سنوں گا" اور اس عقیدۂ سماع انبیائے کرام علیہم السلام پر امت کا اجماع ہے اور آج تک کسی قابلِ اعتماد سُنّی عالم نے اس کا انکار نہیں کیا اگر آج کے بعض لوگ اس کے منکر نظر آتے ہیں تو ان کی اجماع کے خلاف کوئی حیثیت نہیں۔

احوالِ نوم:۔ عالم برزخ (قبر) کے احوال کا ایک نمونہ اس جہان میں نیند میں بھی

موجود ہے، خواب میں چونکہ روح کا تعلق عالم برزخ سے ہو جاتا ہے، اس لیے سویا ہوا شخص وہ حالات دیکھتا اور سنتا ہے جو اس کے پاس بیٹھا ہوا نہیں دیکھتا اور خواب بعض سچے بھی ہوتے ہیں کہ جیسا خواب میں دیکھا یا سُنا تھا ویسا ہی بیداری میں دیکھ لیا اور اس جہان کے دریا پہاڑ اس کے مشاہدہ میں حائل نہیں ہو سکتے تو موت کے بعد تو اس سے بھی زیادہ تعلق عالم برزخ سے ہوتا ہے اس کی قبر کی دیواریں وغیرہ اس کے دیکھنے اور سننے میں کیونکر حائل ہو سکتی ہیں؟

ایک شبہ کا ازالہ: حدیث میں آتا ہے کہ "شہداء کی ارواح کو سبز پرندوں کے جسم میں رکھا جاتا ہے اور وہ جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں" تو یہ ان کی حیات جسمانی کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ان کی روحیں جہاں بھی ہوں ان کا تعلق ان کے ابدان سے رہتا ہے چنانچہ نیند میں بھی روح بدن سے جدا ہوتی ہے لیکن اس کا تعلق جسم عنصری سے رہتا ہے۔

جسمانی حیات کی قسمیں: (۱) عورت کے پیٹ میں بچہ (جنین) زندہ رہتا ہے لیکن وہ اس دنیا کی غذا کا محتاج نہیں ہوتا (۲) وہی بچہ اس دنیا میں آتا ہے تو وہ اس جہان کی غذاؤں کا محتاج ہوتا ہے (۳) اس جہان کی موت کے بعد انسان برزخ و قبر کے عالم میں پہنچتا ہے اور وہاں شہداء اور خصوصاً انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات روح کے تعلق سے جسمانی ہوتی ہے لیکن اس دنیا کی غذاؤں کے وہ محتاج نہیں ہوتے (۴) انہی اجسام دنیوی کے ساتھ جنت میں اہل جنت جب چاہیں جتنا چاہیں جنت کے پھل کھاتے رہیں گے لیکن ان کو کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی اور نہ ان کو بول براز کی حاجت ہوگی حالانکہ اس دنیا میں یہ عوارض ان کو لاحق ہوتے ہیں۔

مذکورہ چاروں مقامات میں روح کے تعلق سے جسمانی حیات پائی جاتی ہے لیکن کیفیات و آثار جدا جدا ہیں، اور یہ سب خالق کائنات کی قدرت اور حکمت کے کرشمے ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے روضہ مقدسہ میں قیامت تک باوجود جسد اطہر کے محفوظ ماننے کے محض بے جان اور مردہ سمجھنا محض بے عقلی اور بے شعوری کا مظاہرہ ہے اور قرآن

کا نام لیکر قرآن حکیم ہی کی زیر بحث آیت کریمہ

بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ کی نافرمانی ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

کتاب ہدایت الحیران :۔ المصنف کے اس علمی اضافہ و خلاصہ میں بوجہ اختصار حضرت مولانا قاری مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی دام مجدہم نے گو عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں قرآنی آیات پیش نہیں کیں، لیکن اپنی تصنیف "ھدایۃ الحیران فی تفسیر جواھر القرآن" میں آپ نے آیات سے بھی استدلال کیا ہے اور منکرین کی پیش کردہ آیات کا بھی علمی و تحقیقی جواب دیدیا ہے جو قابل استفادہ ہے، علاوہ ازیں اس مسئلہ پر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب زید فضلہم (شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ) کی تصنیف "تسکین الصدور" بھی ایک جامع علمی کتاب ہے جس کی پاک و ہند کے اکابر علمائے کرام نے تصدیق و تصویب فرمائی ہے تفصیلی مباحث کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہے واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل۔

خادم اہل السنت مظہر حسین غفرلہٗ خطیب مدنی جامع
مسجد چکوال و خادم تحریک خدام اہل السنت پاکستان
۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ ۲۵ دسمبر ۸۵ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.....

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِہٖ وَیُبْطِلُ الْبَاطِلَ بِسَطَوَاتِہٖ نَصَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَقَالَ کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَقَطَعَ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُفَرِّقِ فِرَقِ الْکُفْرِ وَالطُّغْیَانِ وَمُشَتِّتِ جُیُوْشِ بُغَاۃِ الْقَرِیْنِ وَالشَّیْطَانِ. وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا. مَا تَعَاقَبَ النَّیِّرَانِ وَتَضَادَّ الْکُفْرُ وَالْاِیْمَانُ

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ....!

گزارش! عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار اور تقاضہ تھا کہ اکابر علماء دیوبند کے جو عقائد، جو درحقیقت تمام اہل سنت والجماعت کے مسلم عقائد ہیں، ان کی تصریح کتب "المہند" وغیرہ میں مفصل اور مبسوط طریقہ پر لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اس وقت کے مناسب حال بعض اہم اور ضروری عقائد کا انتخاب کر کے ان کو مختصر طریقہ پر ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ کیونکہ اس زمانہ میں عقائد اکابر سے عوام تو کیا، اکثر نئے علماء اور طلبہ کرام بھی ناواقف ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ان کے نزدیک "دیوبندیت" صرف بریلویت کی تردید اور اس کی نقیض کا ہی نام رہ گیا ہے۔ اس کے سوا ان کو کچھ خبر نہیں کہ اکابر کا مسلک کیا ہے۔

اس وجہ سے یہ چند عقائد "المہند" وغیرہ کتب سے انتخاب کر کے جمع کر دیئے گئے ہیں اور چونکہ اس میں اختصار اور ناظرین کی سہولت مد نظر ہے، اسلئے "المہند" میں سے ایسے عقائد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جو مشکل اور دقیق تھے یا وہ زیادہ وضاحت طلب تھے، البتہ باقتضاء ضرورت وقت بعض ایسے عقائد کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ جو "المہند" کے علاوہ اکابر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض عقائد کے دلائل کی طرف بھی حسب اقتضاء زمانۂ حال مختصر طور پر اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر مجموعہ کا نام "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" معروف بہ "عقائد علماء دیوبند" تجویز کیا گیا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے اور روشن صداقت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ، کے علمی خاندان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور ۱۸۵۷ء کے بعد یہ دونوں حضرات ہند و پاک میں اس خاندان کے جائز طور پر علمی وارث قرار پائے اور بدعات کو مٹانے اور سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنے کی خدمت انہی کے مقدس ہاتھوں میں دی گئی۔ جس کو دار العلوم دیوبند نے بحمد اللہ پورا کیا اور بمصداق وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا

ہندوستان ہی میں نہیں، بلکہ روم و شام، عرب و عراق، کابل و قندھار، بخارا و خراسان، چین و تبت وغیرہ، دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا فیض جاری اور عام ہے۔

اس قبولِ عام اور نفع عظیم نیز احیاءِ سنت اور اماتت بدعت کو دیکھ کر بعض "بدعت پسند حضرات" سے رہا نہ گیا اور وہ "علماءِ دیوبند" سے متنفر کرنے اور ان کو

بدنام کرنے کے لیے طرح طرح کے غلط عقائد اور نظریات کا الزام ان پر لگانا شروع کردیا۔

"بدعت پسند حضرات" کی اس کارروائی کی خبر جب بعض علماء مدینہ منورہ (زادہم اللہ شرفاً) کو ہوئی تو انہوں نے چھبیس سوالات حضرات علماء دیوبند کی خدمت میں لکھ کر بھیجے اور ان کے جوابات طلب کئے۔ چنانچہ فخر العلماء و المتکلمین، شیخ المحدثین، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور قدس سرہٗ، نے ان سوالات کے جوابات عربی میں تحریر فرمائے۔ اور ان کو اس وقت کے اکابر علماء دیوبند (جن میں خصوصیت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہویؒ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ، حکیم الامت، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ قابل ذکر ہیں) کی تصدیقات سے مزین کرا کر علماء حرمین شریفین کی خدمت میں بھیج دیا، تو علماء حرمین شریفین نیز مصر و شام اور حلب و دمشق کے علماء کرام نے بھی ان جوابات کی تصحیح اور تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں۔

اسی مجموعہ سوالات و جوابات اور ان کی تصدیقات کا نام "المہند علی المفند" معروف "بہ التصدیقات لدفع التلبیسات" ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۲۵ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی چونکہ صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فرد یا ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدانخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہل بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھ دیا گیا ہو۔ (جیسا کہ سنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں) کیونکہ اس صورت میں اکابر

کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اور ان پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلافِ حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کر دیا۔ یہی تو اہل بدعت کا ان پر الزام ہے۔ اس لیئے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو برملا کتمانِ حق کا مجرم ٹھہرانا ہے۔ اس سے بڑھ کر اکابر کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے بلکہ ان عقائد کو علماء مدینہ منورہ کے سوالات کی روشنی میں اُس وقت کے اکابر دیوبند کے تحقیقی مسلک کے طور پر اور وہ بھی بحیثیت "جماعتی مسلک دیوبند" کے پیش کیا تھا۔ اس لیئے یہ مجموعہ علماء دیوبند کے عقائد کے معلوم کرنے کے لیئے ایک تحریری دستاویزات متفقہ مسلکی وثیقہ ہے اور "مسلک دیوبند" کے دیکھنے اور جانچنے کے لیے بمنزلہ آئینہ اور کسوٹی کے ہے اور ساتھ ہی یہ ہر اس شخص کا جواب بھی ہے جو "علماء دیوبند" کی طرف کسی بھی عقیدہ کو غلط طور پر منسوب کرے۔

"المہند" کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ "علماءِ دیوبند" کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہیں اور ان کا سلوک و تصوف عین سنت کے مطابق ہے اور یہ حضرات نہایت درجہ کے پکے حنفی اور اہل السنت والجماعت ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض وہ حضرات جن کو تلمذ اور شاگردی کا انتساب بھی علماء دیوبند کے ساتھ حاصل ہے اور اسی لیئے وہ اپنے کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عقائد دیوبند کی اس علمی دستاویز اور وثیقہ کے مندرجات سے ان کو نہ صرف اختلاف ہی ہے، بلکہ وہ "علماءِ دیوبند" کے ان "اجماعی عقائد" کے خلاف علی الاعلان تحریر و تقریر میں مصروف ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ پھر بھی وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے کی اصرار کرتے ہیں۔

اس لیئے اس رسالہ "عقائد علماءِ دیوبند" میں اکثر و بیشتر عقائد "المہند" سے بھی لئے گئے ہیں اور اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔ مگر اختصار کے سبب اس میں سے سوالات کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے۔ اور جوابات ہیں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اور ان کو "عقیدہ" کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اور جو عقیدہ کسی کتاب سے لیا گیا ہے، اس کے ساتھ اس کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔

"عقائد علماءِ دیوبند" کے ملاحظہ سے جہاں یہ معلوم ہوگا کہ علماءِ دیوبند کے عقائد بالکل وہی ہیں جو تمام اہل السنت والجماعت کے مسلمہ ہیں اور اہل سنت کے خلاف علماءِ دیوبند کے اپنے مخصوص عقائد کچھ نہیں ہیں، بلکہ اہل السنت والجماعت کے عقائد کا ہی دوسرا نام "عقائد علماءِ دیوبند" ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہوگا کہ اصلی دیوبندیت کیا ہے اور اس زمانہ میں بعض مفترین جن عقائد کو علماءِ دیوبند کیطرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی جو تصویر اور اس کا جو نقشہ وہ عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں، جس سے روز بروز توحش اور تنفر بڑھتا جا رہا ہے اور کشیدگی زیادہ ہوتی جا رہی ہے اسکو اصل دیوبندیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اور یہ تصویر اور نقشہ حقیقتِ حال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو عقائد حقہ اختیار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں آمین۔

وھو الموفق والمعین!

اب آگے "عقائد علماء دیوبند" لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمایا جائے فقط۔!

سید عبد الشکور ترمذی گھنگھی عفی عنہ
مہتم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودہا
۷ رجمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

عقائد علماءِ دیوبند

عقیدہ ۱:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارتِ قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے۔ گو شدِ رحال اور بذلِ جان و مال (یعنی کجاوے کسنے اور جان و مال کے خرچ کرنے) سے نصیب ہو! (المہند صفحہ ۱۰)

عقیدہ ۲:

اور سفر مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ پھر وہاں حاضر ہوگا، تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے۔ اور اس کی موافقت خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ:

جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت

اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔" (المہند صفحہ ۱۱)

عقیدہ ۳:

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے۔ (یعنی چھوئے ہوئے ہے) علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند ص۱۱ زبدۃ المناسک حضرت گنگوہی رح)

عقیدہ ۴:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاؤ اولیاء شہداؤ صدیقین کا توسل جائز ہے۔ اُن کی حیات میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی۔ اس طریقہ پر کہ، کہے: یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دُعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں، یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔ (المہند ص۱۳، اور فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۳)

عقیدہ ۵:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔!
(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۳، فتح القدیر ج ۱ ص۳۳ اور طحطاوی علی المراقی ص۴۰)

نیز حضرت گنگوہی رح تحریر فرماتے ہیں۔

"پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت چاہے کہے

يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِکَ وَسُنَّتِکَ۔

"اے اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی ملت اور سنت پر مروں!"

عقیدہ ۶۱!

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ خود بنفس نفیس سنتے ہیں۔ اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحطاوی علی المراقی ص۴۴۳)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں:۔

"انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ ان کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہیے۔ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔"

(تذکرۃ الخلیل ص۲۰۶)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں:۔

"سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں۔" (نشر الطیب ص۲۹)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت بالا سے یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع عند القبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا وَّإِمَامًا مُّقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتّٰى يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ۔ (الجامع الصغير وقال صحيح)

البتہ ضرور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے۔ منصف اور امام عادل ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے) کے راستہ پر حج یا عمرہ کے لئے چلیں گے اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے۔ اور یہاں تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے اور میں اُن کے سلام کا ضرور جواب دوں گا

فائدہ

یہ روایت مسند احمد ج ۲۔ صفہ ۲۹۰ اور مستدرک حاکم ج ۲ صفہ ۵۹۵ میں بھی ہے اور حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جب اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام سنیں گے اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔ کیونکہ سماع سلام کے بغیر جواب دینے کی کوئی صورت نہیں ہے تو اب عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سننا اور اس کا جواب دینا کیوں ناممکن ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سماع سلام کو خصوصیت اور اعجاز پر اس لیئے محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کہ حدیث میں ہر اس شخص کے صلوٰۃ وسلام کو خود بنفس نفیس سننے کی خبر آپ نے دی ہے۔ جو آپ پر آپ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہو۔

اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۷ صفہ ۳۷۹

میں اور حافظ سخاوی القول البدیع صفحہ ۱۱۶ میں اور علامہ علی قاری مرقات ج ۲ صفحہ ۱ میں اور علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الملہم ج ۱ صفحہ ۳۲۹ میں فرماتے ہیں کہ:-

"یہ سند جید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ خاص کر جب کہ امت مسلمہ کا اجماع اور تعامل بھی اس کی تائید کر رہا ہے۔"

عقیدہ : ۷

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے، تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء" میں تصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے۔ جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔"

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل۔ جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام "آب حیات" ہے۔ (المہند صفحہ ۱۴)

"عبارت بالا میں" نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے" کے بعد یہ لکھنا کر اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے"! صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند سے مراد یہ ہے یہ حیات اس دنیوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک میں اسی دنیا والے جسدِ اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جس کی وجہ سے اس بدنِ اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ صرف روحِ مبارک کی زندگی نہیں ہے، لیکن ان سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالمِ برزخ میں اس حیاتِ جسدی کے لیے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی ہے اس طرح قبرِ اطہر میں بھی ہوتی ہے، لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیاء علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہہ دیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ	حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام بیہقیؒ، علامہ سبکیؒ کے علاوہ امام ابو یعلیٰؒ نے بھی روایت فرمایا ہے۔ ابو یعلیٰؒ کی اس حدیث کی سند کے بارہ میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں۔ ابو یعلیٰ کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۸ صـ ۲۱۱)

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں:۔

وھو حدیث صحیح — یہ حدیث صحیح ہے!

(السراج المنیر ج ۲ ص ۱۳۴)

علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے۔

وصححہ البیہقی — امام بیہقیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲)

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم .... حدیث صحیح ہے۔ (مرقات ج ۲ ص ۲۱۲)

علامہ انور شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

ووافقہ الحافظ فی المجلد السادس (فیض الباری ج ۲ ص ۶۴)

"امام بیہقیؒ کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ نے اتفاق کیا ہے"۔ اور اس حدیث کی مراد بیان فرماتے ہوئے، حضرت علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

ولعل المراد بحدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم ھم یصلون انھم ابقوا علی ھذہ الحالۃ ولم تسلب عنھم (تحیۃ الاسلام ص ۳۶)

"اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ ...... کی حدیث سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ اسی (دنیوی) حالت پر باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے مسلوب نہیں کی گئی"۔ نیز فرماتے ہیں: یرید بقولہ الانبیاء مجموع الاشخاص لا الارواح فقط (تحیۃ الاسلام ص ۳۶) الانبیاء احیاء سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس حدیث کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ

کی تائید کرتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ا ص ۳۲۹) نیز فرماتے ہیں:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی کما تقرر وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ (فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ اپنی قبر میں اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ بھی اسی طرح فرماتے ہیں:۔

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامۃ عند الدارمی وقراءۃ القرآن عند الترمذی ... فیض الباری ج ا ص ۱۸۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ اپنی قبر میں اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے جیسے اذان و اقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرآت قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

عقیدہ زیر بحث میں مسلک دیوبند تو المہند کی عبارت سے ہی پوری طرح عیاں ہے اور سطور بالا میں اس مسلک کی دلیل کی طرف کسی قدر اجمالی طور پر اشارہ ہو گیا ہے۔ اب تائید کے لیے بعض اکابر دیوبند کی مزید تصریحات بھی اس عقیدہ پر پیش کی جاتی ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں۔

"ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے، پر اطراف و جوانب سے سمٹ آتی ہے۔" (جمال قاسمی ص ۱۳)

اور فرماتے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں۔ جیسے ان کا مال قابلِ اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا، ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔"

(آب حیات صـ ۲)

نیز فرماتے ہیں:

"انبیاء کو ابدانِ دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے پر حسب ہدایت كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اور إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۔ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام خاص کر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔"

(لطائفِ قاسمیہ صـ ۳)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ فرماتے ہیں

ولان النبيين صلوات الله عليهم اجمعين لما كانوا احياء فلا معنى لتوريث الاحياء منهم ۔	چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں۔ اس لئے ان کی آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (الکوکب الدری جلد ۱، صـ ۲۴۳)

اور فرماتے ہیں۔

"آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ نبی اللہ حی یرزق! اس مضمونِ حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ نے اپنے

رسالہ "آب حیات" میں بالامزید علیہ ثابت کیا ہے۔

(ہدایۃ الشیعہ ص ۱۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں۔

"حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسدِ اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے۔ ان نبی اللہ حی فی قبرہ یرزق ... کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی پہنچتا ہے۔" (الجور ص ۱۴۹)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں،

"حضور کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے اور وہ حیات شہداء کی حیات برزخی سے بھی بڑھ کر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیاتِ ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ حضور کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوتی اور حدیثوں میں صلوٰۃ وسلام کا سماع وارد ہوا ہے۔" (الطہور ص ۴۹)

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات

ہیں۔ وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں:

(الصدیق مذکور)

مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب دامت فیوضہم، تحریر فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔"

(الصدیق مذکور)

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"تمام اہل السنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادت میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی، لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔ اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامہ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔" (حیات نبوی ص ۲)

عقیدہ ۸:

اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے۔ اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ جیسا کہ امام مالکؒ سے مروی ہے۔ جبکہ وقت کے خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اسکی

جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علمائے دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔"

(نقش حیات ج ا ص ۱۰۳)

مفتیٔ پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم (کراچی) (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں۔

"جمہور امت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام برزخ میں جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیاتِ برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیاتِ دنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں۔"

آگے لکھتے ہیں۔

"خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دُنیوی کے ہے۔ جمہورِ امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگانِ دیوبند کا ہے۔"

(ماہنامہ الصدیق، ملتان، جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ)

مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مد فیوضہم تحریر فرماتے ہیں۔

"احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے، یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف

تصریح کہ مولانا گنگوہیؒ اپنے رسالہ زبدۃ المناسک میں کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۱۵)

عقیدہ ۹:

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ حس و علم سے موصوف ہیں اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں۔ (طبقات الشافعیہ ج ۴ ص ۲۸۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امت اجابت کے اعمال کا فرشتوں کے ذریعہ اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزار کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

علامہ عثمانیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں "اس کی سند عمدہ ہے۔" (فتح الملہم ج ۱ ص ۴۱۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ براہین قاطعہ (جس کی تصدیق حرفاً حرفاً بغور ملاحظہ فرما کر حضرت گنگوہیؒ نے فرمائی ہے۔) میں فرماتے ہیں: "اور صلوٰۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت آپ پر پیش ہوتے ہیں۔" (براہین ص ۲۰۰)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں۔

مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات اور اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا۔" الخ (نشر الطیب ص ۲۰۹)

ان عبارات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ وسلام کے علاوہ بھی برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعمال امت پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ و

سلام کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے اعمالِ امت کی بھی اطلاع دیتے ہیں۔ آج کل صلوٰۃ وسلام کے پہنچنے کی جو یہ مراد بتلائی جارہی ہے، کہ صلوٰۃ وسلام کا ثواب آپ کو پہنچ جاتا ہے، یہ اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

عقیدہ ۱۰۱

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے قبل ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تھے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے۔

"اہلِ سنت کے امام ابوالحسن اشعریؒ (المتوفی ۳۰۳ھ) کی طرف ان کے دشمنوں نے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے قائل نہیں ہیں، یہ ان پر خالص بہتان اور محض افتراء ہے۔ امام ابوالقاسم قشیریؒ (المتوفی ۴۶۵ھ) نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔"
(شامی ج ۳ صفحہ ۴۲)

فائدہ

نبوت و رسالت کے لئے حس و علم سے موصوف ہونا لازم ہے اسلئے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ابدانِ مبارکہ میں وفات کے بعد بھی بہ تعلق روح ادراک و شعور ہوتا ہے۔ ورنہ جس بدن میں ادراک و شعور نہ ہو، اُس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ تو اس

ہیں بعد وفات وصفِ نبوت سے انعزال لازم آتا ہے۔ اس لیئے کہ بغیر تعلق روح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (نعوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جا رہا ہے۔ اس میں چونکہ احساس و علم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے وہ ابدان وصفِ نبوت و رسالت سے متصف نہیں ہو سکتے۔ (والعیاذ باللہ)

عقیدہ: ۱۱

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل علیہم السلام کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے، جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اور یہی دین اور ایمان، اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔ (المہند صـ۲۰)

عقیدہ: ۱۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

"ولیکن محمدؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"

اور یہی ثابت ہے، بکثرت حدیثوں سے جو معنیً حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماعِ امت سے۔ سو حاشا! ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔

کیونکہ تو اُس کا منکر ہے ۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے ۔ اس لیئے کہ وہ منکر ہے نص صریح قطعی کا ۔ (المہند ص ۳۱)

عقیدہ ۱۳:

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ !

"جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونیکا فتویٰ دیا ۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع ہو چکا ۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے"۔ (المہند ص ۴۴)

عقیدہ ۱۴:

جو شخص اس کا قائل ہو کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے ۔ جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف مصرح ہے ۔ (المہند ص ۲۳)

عقیدہ ۱۵:

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جن کو ذات و صفات و تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ولیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم (تشریع) اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہدہد کو آگاہی رہی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم (زیادہ عالم) ہونے میں نقصان نہیں آیا۔ چنانچہ ہدہد کہتا ہے کہ:۔

"میں نے ایسی چیز دیکھی ہے۔ جس کی آپ کو اطلاع نہیں، اور شہر سبا سے میں ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں۔" (المہند ص ۲۵)

عقیدہ ۱۶:

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے، وہ کافر ہے، چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں، ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں۔ (المہند ص ۲۷)

عقیدہ ۱۷:

ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب

اور نہایت موجب اجر و ثواب طاعت ہے۔ خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے۔ جس کے لفظ بھی حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا، حق تعالٰے اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ (المہند)

عقیدہ ۱۸:

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے۔ ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو، جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتوٰی میں مسطور ہے۔ (المہند ص ۳۱)

عقیدہ ۱۹:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) کی نیند نہ صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں، دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ اسی لیئے آپ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ (نشر الطیب ص ۲۲۷، اور ص ۱۹۴)

بخاری شریف میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی (بخاری ج ۱، ص ۱۵۴)، "میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا" نیز بخاری شریف میں ہے۔ وکذلک الانبیاء

تنام اعینھم ولا ینام قلوبھم (بخاری ج ۱ ص ۵۰۴) "اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں۔ ان کے دل نہیں سوتے۔"

اور ایک سفر میں جو نیند کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز فجر فوت ہو گئی تھی تو اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نیند میں دل نہیں سوتا تھا تو آپ کو فجر کے طلوع کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس لیئے کہ طلوع وغیرہ کا ادراک آنکھ سے متعلق ہے، دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا۔ اس لیئے طلوع فجر کا ادراک نہ ہو سکا۔ اس کے لیئے نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴، اور فتح الملہم ص ۱۷۴، اور امداد الفتوٰی ص پر ملاحظہ ہو۔

عقیدہ ۲۰:

انبیاء علیہم السلام کا رؤیا (خواب) بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے!

رؤیا الانبیاء وحی — نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

(بخاری۔ ج ۱ ص ۲۵)

عقیدہ ۲۱:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۲۲۸)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "نماز میں صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔"

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

عقیدہ ۲۲

اس زمانے میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس وہوئی کے اتباع کا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشتہر و شائع ہو چکی ہیں۔ (المہند ص ۱۷)

عقیدہ ۲۳

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت ہو، جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو۔ دنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو۔ خوگر ہو، نجات دہندہ اعمال کا، اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے۔ خود بھی کامل ہو، دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں متصور رکھے، اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنائے تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے، جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے، اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے۔ جس کے ساتھ اُسے محبت

نے فرمایا ہے کہ:-

"آدمی اس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ اُسے محبت ہو۔ وہ ایسے
لوگ ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا"

اور بحمداللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور
ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں والحمدللہ علیٰ ذالک
(المہند ص ۱۷)

عقیدہ ۲۴:

مشائخ (اور بزرگوں) کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور
قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔ مگر اس طریقے سے جو اس
کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اُس طرز سے جو عوام میں رائج ہے (المہند ص ۱۸)

عقیدہ ۲۵:

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے
صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلا شبہ واقع کے مطابق ہے۔ اس کے کسی
کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس
کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں تکذیب کا وہم کرے۔ وہ کافر ملحد و زندیق
ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند ص)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ
علی سیدنا محمد سید الاولین والاخرین وعلی آلہ وصحبہ واتباعہم
اجمعین سید عبدالشکور ترمذی ابن مولانا مفتی سید عبدالکریم گمتھلی (سابق مفتی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون)
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودہا (۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸)